REGD. No. L. 5454

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر ۲۲

یوم چہارشنبہ ۱۸ محرم ۱۳۸۰ھ

الفضل ربوہ

فی پرچہ

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۳ وفا ۱۳۳۹ ہش | ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۵۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایبٹ آباد

ایبٹ آباد ۱۱ جولائی سوا سات بجے شام بذریعہ تار

گزشتہ رات حضور کو نیند اچھی طرح نہیں آئی۔ آج دن بھر کچھ بے چینی کی شکایت رہی۔

احباب جماعت خاص التزام توجہ اور درد و الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں، تا ہمارا قادر و شافی خدا اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اور صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

امریکہ مسٹر خروشیف کی راکٹ پھینکنے کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوگا

کیوبا میں مداخلت برداشت نہیں کی جائیگی۔ صدر آئزن ہاور کا شدید انتباہ

نیو پورٹ ۱۲ جولائی۔ صدر آئزن ہاور نے روسی وزیر اعظم نکیتا خروشیف کو متنبہ کیا ہے کہ وہ کیوبا میں مداخلت نہ کریں۔ صدر آئزن ہاور نے یہاں اپنی گرمائی قیام گاہ سے اعلان کیا کہ امریکہ مغربی کرۂ ارض میں اس قسم کی حکومت قائم نہیں ہونے دیگا جس پر بین الاقوامی کمیونزم کا کنٹرول ہو۔ صدر آئزن ہاور نے کہا امریکہ مسٹر خروشیف کی راکٹ پھینکنے کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوگا۔ آپ نے مزید کہا ہم اس مغربی کرۂ ارض میں بسنے والی ہر قوم کو بیرونی نظریات اور غیر ملکی طاقتوں کے غلبہ سے محفوظ رکھیں گے۔ صدر آئزن ہاور کے اس بیان سے چند گھنٹے قبل مسٹر خروشیف نے دھمکی دی تھی۔ کہ اگر امریکہ نے کیوبا کے معاملہ میں مداخلت کی جرأت کی۔ تو اس کے خلاف راکٹ استعمال کئے جائیں گے۔ مسٹر خروشیف نے کہا تھا کہ روس کیوبا کے عوام کو فیدل کاسترو کی زیر قیادت جدوجہد آزادی میں مدد دینے کے لئے ہر ذریعہ استعمال کرے گا۔ صدر امریکہ کا یہ شدید ترین انتباہ ہے۔ جو انہوں نے کسی غیر ملکی طاقت کو کیا ہے۔ صدر آئزن ہاور نے کہا خروشیف کے بیانات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ روس کیوبا کو اپنے مقاصد کی برآری کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔

صدر آئزن ہاور نے روس پر یہ واضح الزام لگایا ہے کہ وہ مغربی کرۂ ارض کے معاملات میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ صدر آئزن ہاور نے کہا مسٹر خروشیف کے بیانات سے یہ ارادہ بے نقاب ہوتا ہے کہ وہ مغربی کرۂ ارض میں کیوبا کو اپنا خادم بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ مسٹر خروشیف کے بیان سے یہ بھی منکشف ہوتا ہے کہ روس اور کیوبا کی حکومت کے درمیان گہرے مراسم پیدا ہو چکے ہیں

برطانوی حکومت پاکستان کو پچاس لاکھ پونڈ قرض دے گی

جاپان سے قرضہ کیلئے بات چیت جاری ہے، وزیر خزانہ کا اعلان

راولپنڈی ۱۲ جولائی۔ مسٹر شعیب وزیر خزانہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت برطانیہ نے برآمدی گارنٹی کے تحت پاکستان کو فوری طور پر ۵۰ لاکھ پونڈ قرض دینے کی پیشکش کی ہے۔ اس سے پاکستان کو دوسرے پنج سالہ ترقیاتی منصوبے کے تحت صنعتی ترقی کے لئے نسبتاً جلد قدم اٹھانے میں امداد ملے گی

مسٹر شعیب ایک پریس کانفرنس میں بیان دے رہے تھے۔ اس سلسلہ میں کل شام برطانوی پارلیمنٹ میں بھی ایک بیان دیا گیا۔ مسٹر شعیب نے کہا برطانیہ سے دوسرے پنج سالہ منصوبے کے سلسلہ میں جو بڑا قرض ملنے والا ہے۔ ۵۰ لاکھ پونڈ کی یہ رقم اس کی پہلی قسط متصور ہے۔ مسٹر شعیب نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ قرضہ پندرہ سولہ سال میں واجب الادا ہوگا۔ اس پر بنک کی مقررہ شرح سود ادا کی جائے گی۔ اور دونوں حکومتیں اس قرض کے لئے بات چیت کرینگی

وزیر خزانہ نے ایک رپورٹر کو بتایا کہ ٹیکسٹائل مشینری کی خریداری کے سلسلہ میں جاپان سے قرض حاصل کرنے کی بات چیت جاری ہے۔ آپ نے کہا بعض دوسرے ممالک بھی اس سلسلہ میں پاکستان کو قرض دینے پر آمادہ ہیں جن میں مغربی جرمنی۔ امریکہ اور برطانیہ بھی شامل ہیں؛

— نیویارک ۱۲ جولائی۔ ذمہ دار حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ کیوبا نے امریکہ کے خلاف حفاظتی کونسل میں دعوے دائر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

قافلہ قادیان میں جانیوالے اصحاب توجہ فرمائیں

جلد درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کیساتھ بھجوائی جائیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے قادیان جانے والا قافلہ انشاء اللہ (بشرطیکہ حکومت کی طرف سے اجازت مل گئی) ۱۵ دسمبر ۱۹۶۰ء کو لاہور سے روانہ ہوگا۔ اس کے لئے دوستوں کی طرف سے درخواستیں آ رہی ہیں۔ مگر ابھی تک درخواستوں کی تعداد بہت کم ہے احباب کرام کو چاہیئے کہ اس بارے میں جلدی کوشش کر کے پاسپورٹ حاصل کریں۔ اور پھر میرے دفتر کو اطلاع دیں، جس میں اپنے پاسپورٹ کے نمبر وغیرہ کے متعلق بھی اطلاع دی جائے

(۲) نیز قافلہ میں شمولیت کی جملہ درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ بھجوایا کریں، تاکہ بعد میں اس کی وجہ سے مزید خط و کتابت میں وقت نہ ضائع ہو؛

خاکسار: مرزا بشیر احمد
دفتر خدمت درویشان ربوہ

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام ...

الٰہی جماعتوں کیلئے مصائب اور ابتلاؤں کا آنا نہایت ضروری ہوتا ہے

ابتلا بیداری پیدا کرتے اور ترقی کا موجب بنتے ہیں

روحانی ترقی کا اصل مقام یہ ہے کہ انسان دُنیا میں پڑنے کے باوجود دین کی روح کو قائم رکھے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۴۹ء — بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے صیغہ زودنویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علوم اور اس کی دی ہوئی خبروں سے مجھے معلوم ہوتا ہے جماعت کے لئے اب

ایک ہی وقت میں ۲ دو قسم کے زمانے

آ رہے ہیں اور الٰہی جماعتوں کے لئے ہمیشہ ہی یہ دونوں زمانے متوازی آیا کرتے ہیں یعنی ایک ہی وقت میں ترقی اور ایک ہی وقت میں ابتلاؤں کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ آخری زمانہ نہیں آجاتا جس میں تمام تکالیف ختم ہو جاتی ہیں اور صرف ترقیات ہی ترقیات باقی رہ جاتی ہیں۔ لیکن الٰہی سنت سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب بیرونی مصائب کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو اس وقت اندرونی مصائب شروع ہو جاتے ہیں

صحابہؓ اس نکتہ کو خوب سمجھتے تھے

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے عرب پر مسلمانوں کو فتح دے دی تو اس کے بعد وہ خاموش ہو کر نہیں بیٹھ گئے بلکہ صحابہؓ نے اپنے لئے ایک اور مصیبت سہیڑ لی یعنی ایک ہی وقت میں انہوں نے قیصر اور کسریٰ دو زبردست بادشاہوں سے جو اس زمانہ میں سب سے زیادہ طاقت رکھتے تھے لڑائی شروع کر دی۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید دنیا کی لالچ یا دنیا کی بڑائی کی خواہش میں صحابہؓ نے ایسا کیا لیکن واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔ دُنیا کی بڑائی اور دُنیا میں ترقی کی خواہش کوئی نہ کوئی علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے مثلاً جب دنیوی بڑائی کسی کو مل جاتی ہے تو اُس سے وہ ذاتی طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ناجائز دباؤ لوگوں پر ڈالتا ہے ناجائز رعب ڈالتا ہے ناجائز حکومتیں کرتا ہے ناجائز طور پر اموال پر قبضہ کر لیتا ہے۔ ناجائز طور پر جائدادیں بناتا ہے یا ان جائدادوں کو اپنے دوستوں میں تقسیم کرتا ہے

یہ علامتیں ہوتی ہیں

جن سے پہنچانا جاسکتا ہے کہ اسکے دل میں دنیا کی لالچ یا دنیا کی بڑائی کی خواہش موجود ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص دنیوی فتوحات کے بعد ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا نہ قوم کے اموال اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے نہ لوگوں پر ناجائز حکومت کرتا ہے نہ اُن پر دبدبہ اور رعب جتاتا ہے نہ اپنی شان دکھانے کی کوئی کوشش کرتا ہے۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ دنیوی اغراض کے ماتحت اپنی بڑائی چاہتا تھا صحابہؓ کو

جو فتوحات

حاصل ہوئیں ان سے انہوں نے ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ نے مفتوحہ علاقوں میں سے کچھ نہیں لیا۔ مفتوحہ جائدادوں میں سے کچھ نہیں لیا۔ مفتوحہ اموال میں سے کچھ نہیں لیا سوائے اسکے کہ انہوں نے

اپنی قلیل ترین ضروریات

کو پورا کرنے کیلئے تھوڑا سا مال لے لیا مگر وہ بھی اتنا قلیل کہ اس زمانہ کے عام لوگوں سے بھی کم تھا اس بات کو دیکھتے ہوئے ہم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں اور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں صحابہؓ کا کسی ملک پر حملہ کرنا ان لوگوں کی ذاتی خواہش کے ماتحت نہیں تھا۔

دوسری بات

جو عام طور پر پیش کی جاتی ہے اور ایک حد تک صحیح بھی ہے وہ یہ ہے کہ دشمن نے حملے میں پہل کی اور وہ اپنے ملک کے دفاع کے لئے لڑنے پر مجبور ہو گئے یہ بات ایک حد تک درست ہے بلکہ بڑی حد تک درست ہے قیصر نے بھی حملہ میں ابتداء کی اور کسریٰ نے بھی حملہ میں ابتداء کی اور مسلمان اُن کے مقابلہ کے لئے مجبور ہو گئے مگر یہ دلیل اسباب کے ثابت کرنے کے لئے تو کافی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ظالم نہیں تھے یہ لوگ دشمن کو تباہ کرنے کی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ دشمن نے حملہ کیا اور وہ اس کے دفاع کے لئے مجبور ہو گئے مگر یہ دلیل اس سوال کے جواب کے لئے کافی نہیں کہ انہوں نے بعد میں بھی لڑائی کیوں جاری رکھی۔ لڑائی کرنے کا الزام تو اس سے دور ہو جاتا ہے مگر لڑائی جاری رکھنے کی ضرورت اس سے ثابت نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے یہ تو کہا ہے کہ تم ظالم کا ہاتھ روکو مگر قرآن کریم نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم صبر کرو اور دشمن کو معاف کر دینا بہتر سمجھو تو اسے معاف کر دو اس نے یہ تو نہیں کہا کہ تھپڑ مارنے والے

کے مونہہ پر

تم ضرور تھپڑ مارو بلکہ اس نے یہ کہا ہے کہ اگر تم تھپڑ مارو تو تم مجرم نہیں ہو گے۔۔ اس نے یہ تو کہا ہے کہ تمہیں ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرنے کی اجازت ہے مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ ضرور مقابلہ کرو یہ صرف ایک اجازت ہے

جس کے معنے یہ ہیں

کہ اگر تم مقابلہ کرو گے تو ہم یہ نہیں سمجھیں گے کہ تم مجرم ہو، بلکہ ہم یہ سمجھیں گے کہ تم نے ہماری اجازت سے ایک فائدہ اٹھایا۔ اسلام یہ کہیں بھی حکم نہیں دیتا کہ ہر حالت میں دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور اس سے لڑائی جاری رکھی جائے۔ چنانچہ یزید جب بادشاہ ہوا تو حضرت امام حسینؓ

سے لڑنے کے لئے تیار ہوگئے لیکن ی صحابہ رضؓ جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے انہوں نے یزید کا مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ چپ کر کے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ یزید کو ظالم نہیں سمجھتے تھے۔ وہ یقیناً اسے ظالم سمجھتے تھے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب معاویہؓ کی عمر بڑی ہوئی۔ تو وہ ایک دفعہ مسجد نبوی میں آئے۔ یزید ان کے ساتھ تھا انہوں نے لوگوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا خاندان ایسا ہے جس کی سرداری کو عرب لوگوں نے ہمیشہ قبول کیا ہے۔ اور اسلام میں بھی ہمارے خاندان کو

اللہ تعالےٰ نے بڑا رتبہ دیا ہے

ہم نے اسلام کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں اور ہمیشہ اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ لیکن اب میں ایسی عمر کو پہنچ چکا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں شائد اب میں زیادہ دیر تک دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں آپ لوگوں کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگ ناپسند نہ کریں تو میرے بعد یزید خلیفہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اس وقت اپنی ٹانگوں کے گرد پٹکا باندھے بیٹھا تھا۔ جب اس نے یہ کہا تو میں نے اپنا پٹکا کھولا۔ اور ارادہ کیا کہ کھڑے ہوکر معاویہ سے کہوں کہ اس بادشاہت کا یزید سے زیادہ وہ مستحق ہے جس کا باپ اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش جنگ کر رہا تھا جب تیرا باپ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کر رہا تھا۔ اور اس کا

زیادہ مستحق وہ شخص ہے

جو خود اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر دشمن سے لڑائی کر رہا تھا۔ جب تو دشمن کی صفوں میں شامل ہو کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کر رہا تھا۔ مگر پھر میں نے کہا اس دنیوی بادشاہت میں کیا رکھا ہے (حضرت معاویہؓ کے زمانہ سے اسلامی خلافت کا سلسلہ نہیں رہا تھا بلکہ دنیوی بادشاہت مسلمانوں میں آگئی تھی) یہ ایک دنیا سے تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ اس کے لئے میں مسلمانوں میں

تفرقہ اور انشقاق

کیوں پیدا کروں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ ارادہ بتاتا ہے کہ وہ یزید کی بادشاہت کو نادرست سمجھتے اور اسے لوگوں پر ایک ظلم قرار دیتے تھے۔ لیکن انکا مقابلہ ترک کر دینا بتاتا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام نے صرف مقابلہ کا ہی حکم نہیں دیا۔ بلکہ بعض مصلحتوں کے ماتحت ظلم کو برداشت کرنے کی بھی ہدایت دی ہے چنانچہ جہاں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اجازت ہے کہ اگر تمہیں کوئی شخص تھپیڑ مارے تو تم بھی اسے تھپیڑ مارو وہاں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم مقابلہ کرنا

مصلحت کے خلاف

سمجھو تو تم چپ رہو۔ اور تھپیڑ کا تھپیڑ سے جواب مت دو۔ پس وہ دلیل جو عام طور پر ان جنگوں کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔ اس سے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پر دشمن کے الزام کا دفاع تو ہو جاتا ہے۔ یہ تو پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ظلم نہیں کیا بلکہ قیصر نے ظلم کیا۔ حضرت عمرؓ نے ظلم نہیں کیا بلکہ کسریٰ نے ظلم کیا۔ حضرت عثمانؓ نے ظلم نہیں کیا بلکہ افغانستان اور بخارا کی سرحد پر رہنے والے قبائل اور کردوں وغیرہ نے ظلم کیا۔ لیکن اس امر کی دلیل نہیں تھی کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو معاف کیوں نہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو معاف کیوں نہ کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو معاف کیوں نہ کر دیا۔ جب وہ

مقابلہ کے لئے

نکلے تھے۔ تو وہ قیصر سے کہہ سکتے تھے کہ تمہاری سپاہ سے فلاں غلطی ہو گئی ہے۔ اگر اس کے متعلق تمہاری حکومت ہم سے معافی طلب کرے۔ تو ہم معاف کر دیں گے اور اگر معافی طلب نہ کرے۔ تو ہم لڑائی کریں گے۔ انہوں نے قیصر کے سامنے یہ پیش نہیں کیا کہ تم سے یا تمہاری فوج کے ایک حصہ سے فلاں موقعہ پر ظلم ہوا ہے اور چونکہ

ہماری تعلیم یہ بھی ہے

کہ دشمن کو معاف کر دو۔ اس لئے اگر تم معافی مانگو تو ہم معاف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ جب اس نے ظلم کیا۔ وہ فوراً اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور پھر اس مقابلہ کو جاری رکھا۔ جب کسریٰ کے سپاہیوں نے عراقی سرحد پر حملہ کیا۔ تو سیاسی طور پر اس کے بعد صحابہؓ اور کسریٰ کے درمیان جنگ بالکل جائز ہوگئی۔ لیکن اخلاقی طور پر حضرت عمرؓ کسریٰ کو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ شائد تم نے اس حملے کا حکم نہ دیا ہو۔ بلکہ سپاہیوں نے خود بخود حملہ کر دیا ہو اس لئے ہم اس حملہ کو نظر انداز کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ تم ہم سے معافی مانگو۔ اور اس فعل پر

ندامت کا اظہار

کرو۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضؓ نے اپنے زمانہ میں دشمنوں کو یہ نہیں کہا کہ تم نے ظلم تو کیا ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا مذہب ظلم کی معافی کی بھی تعلیم دیتا ہے اس لئے ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ بلکہ وہ فوراً اس ظلم کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ لشکر بھیجے لڑائی کی اور پھر اس لڑائی کو جاری رکھا۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی۔ اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں تھی کہ حضرت ابوبکرؓ جانتے تھے کہ جب بھی بیرونی خطرہ کم ہوا۔

اندرونی فسادات

شروع ہو جائیں گے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قیصر نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے تا مسلمان اس مصیبت کے ذریعہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ اور اپنے اندر نئی زندگی اور نیا تغیر پیدا کریں۔ حضرت عمرؓ جانتے تھے۔ کہ کسریٰ نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے۔ تا کہ مسلمان غافل سست ہوکر دنیا میں منہمک نہ ہو جائیں۔ بلکہ ہر وقت بیدار اور ہوشیار رہیں۔ حضرت عثمانؓ جانتے تھے کہ بعض قبائل نے مسلمانوں پر حملہ نہیں کیا بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے۔ تاکہ مسلمان بیدار ہوں اور ان کے اندر ایک نئی روح اور نئی زندگی پیدا ہو۔

غرض

مصائب خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں

اور اس لئے آتے ہیں۔ تا کہ قومیں اپنی روحانیت کو قائم رکھ سکیں۔ اور آرام کے سامانوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ کلی طور پر دنیا کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ یہ مقام کہ انسان دنیا میں پڑنے کے باوجود دین کی روح کو قائم رکھے۔ یہ ممکن ہے بلکہ اسے

روحانی ترقی کی منزل مقصود

قرار دیا گیا ہے کہتے ہیں

"دست در کار دل بایارؐ"

ہاتھ کام کے اندر ہونا چاہیئے اور دل میں اللہ تعالےٰ کی یاد اور اس کی محبت موجزن ہونی چاہیئے۔ یہ مقصود ہے جو صوفیاء نے انسان کا قرار دیا ہے۔ اور اصل مقام روحانی ترقی کا یہی ہوتا ہے مگر انفرادی طور پر تو اس مقام کو حاصل کرنے والے کئی لوگ پائے جاتے ہیں۔ لیکن قومی طور پر اس پر پہنچنا بڑا مشکل ہوتا ہے بلکہ

حقیقت یہ ہے

کہ ہمیں آج تک کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں ملتی۔ جو اس مقام پر پہونچی ہو افراد ملیں گے اور لاکھوں کروڑوں ملیں گے بلکہ اس زمانہ میں بھی جب مسلمان بادشاہتیں ظلم کر رہی تھیں لوٹ مار کر رہی تھیں اور اپنے غلبہ اور کامیابی کے نشہ میں چور ہوکر اسی طرح لوگوں پر ظالمانہ حملے کر رہی تھیں جس طرح وحشی قبائل حملے کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے افراد موجود تھے جو دنیا میں رہتے ہوئے اور تمام دنیوی کاموں میں حصہ لیتے ہوئے

اللہ تعالےٰ کی یاد

کرتے اور اپنی روحانیت کو زندہ رکھتے تھے۔ انہوں نے عیسائیوں کی طرح دنیا چھوڑ نہیں دی بلکہ دنیا میں ہی رہے وہ شادیاں بھی کرتے تھے وہ بچے بھی پیدا کرتے تھے وہ جائدادیں بھی بناتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ اللہ تعالےٰ سے بھی کامل تعلق رکھتے تھے۔ لیکن یہ مثالیں صرف افراد میں پائی جاتی ہیں۔ قوموں میں نہیں۔ فرد ہمیشہ ایسے نظر آتے رہیں گے۔ جو بڑی سے بڑی دولتوں کے مالک ہوکر بھی اللہ تعالےٰ کو نہیں بھولتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

جب فوت ہوئے تو اڑھائی کروڑ روپیہ ان کے گھر سے نکلا۔ اس زمانہ کے لحاظ سے اڑھائی کروڑ کے معنے کم سے کم اڑھائی ارب روپیہ کے ہیں۔ اس زمانہ میں روپیہ کی قیمت بہت گر گئی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اس زمانہ کے روپیہ کی قیمت کا صحیح اندازہ لگائیں تو اڑھائی کروڑ کے معنے دس ارب روپیہ کے ہیں۔ لیکن اگر کم سے کم سو گنا فرق رکھا جائے تو اڑھائی ارب روپیہ بنتا ہے۔ اس زمانہ میں ہی جنگ سے پہلے روپیہ کی جو قیمت تھی آج اس سے چار گنا کم ہے یعنی ایک روپیہ آج صرف چونی کا ہے

اور تیرہ سو سال کے زمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے تو یہ فرق کم از کم ہو گنا ہو جاتا ہے پس اڑھائی کروڑ کے معنے آجکل کے لحاظ سے اڑھائی ارب کے ہیں اور اس زمانہ میں بھی اڑھائی ارب روپیہ رکھنے والے ساری دنیا میں صرف دس پندرہ آدمی ہوں گے اور وہ بھی امریکہ فرانس اور جرمنی میں پس یہ استثنائی دولت ہے جو شاذونادر کے طور پر بعض لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر اتنی دولت رکھنے کے باوجود

تاریخ سے ثابت ہے

کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور وہ اپنا اکثر مال مسلمانوں کی ترقی کے لئے خرچ کر دیا کرتے تھے اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو خود نہیں کماتی تھیں مگر صحابہ رضی اللہ عنہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں اکثر ہدایا پیش کرتے رہتے تھے۔ لیکن ان کی زندگی بھی دنیا داروں والی زندگی نہیں تھی بلکہ وہ اپنا اکثر روپیہ غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کے بھانجے نے جس نے اس کے مال کا وارث ہونا تھا ایک دفعہ یہ دیکھتے ہوئے کہہ دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو اپنا سارا مال لٹا دیتی ہیں یہ خرچ جب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کو پہنچی تو آپ نے اپنے گھر میں اس کا آنا جانا بند کر دیا اور قسم کھائی کہ اگر میں نے اسے اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی تو میں اس کا کفارہ ادا کروں گی کچھ عرصہ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں صلح کرا دی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کو معاف کر دیا۔ مگر کہا کہ چونکہ میں نے عہد کیا تھا کہ اگر میں اس سے کلام کروں گی تو کفارہ ادا کروں گی۔ اس لئے میں اس کا کفارہ یہ قرار دیتی ہوں کہ آئندہ میرے پاس جو دولت بھی آئے گی۔ وہ میں غرباء میں تقسیم کر دیا کروں گی۔ اگر روپیہ کمانا یا روپیہ کا کسی شخص کے پاس موجود ہونا منع ہوتا تو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہہ سکتی تھیں کہ میرے پاس جتنا بھی روپیہ آیا یا جتنی بھی دولت آئی وہ میں سب کی سب غرباء میں تقسیم کر دیا کروں گی۔ کیا تم نے کبھی ایسا کیا ہے کہ تمہیں کوئی دوست شراب تحفۃً دے تو تم اسے قبول کر لو اور پھر اپنے کسی اور دوست یا غریب کو دے دو۔ یا کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ تم سؤر کا گوشت قبول کر لو۔ روپیہ قبول کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے لئے روپیہ لینا جائز ہے اور کسی دوسرے کو واپس کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے ایک جائز چیز لینے کے بعد اس کے خرچ کا ایک اور محل سوچ لیا ہے پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہدایا قبول کرنے کے

معنے ہی یہ تھے

کہ وہ اسکو جائز سمجھتی تھیں مگر پھر دوسروں کو دے دینے کے یہ معنے تھے کہ میں اپنے سے زیادہ فلاں فلاں افراد کو مستحق سمجھتی ہوں۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان ہدایا کو رد فرما دیتیں تو چونکہ عام لوگ اس معیار پر نہیں پہنچے ہوئے تھے جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچی ہوئی تھیں۔ اسلئے وہ اس وہم میں مبتلا ہو جاتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہماری قدر نہیں کی۔ ہم بڑی محبت سے ان کے لئے کپڑا لائے تھے یا پھل لائے تھے یا روپیہ لائے تھے۔ اور انہوں نے قبول نہیں کیا شاید ہم سے کوئی قصور ہو گیا ہو۔ اور پھر وہ بار بار کہتے کہ ہمیں بھی بتایا جائے کہ ہم سے کیا خطا ہوئی ہے اور ہماری غلطی کو معاف کیا جائے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تب بھی بہرحال اُن لوگوں کو روپیہ نہ دیتے جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دینا چاہتی تھیں۔ اس وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیال فرمایا کہ مجھے ان سے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ان سے روپیہ لے لیتی ہوں یا جو کچھ یہ نذرانہ پیش کرنے آتے ہیں وہ لے لیتی ہوں بعد میں میں غرباء کو دے دوں گی۔ اس طرح دونوں باتیں ہو جاتیں۔ صحابہ کا دل بھی خوش ہو جاتا اور غرباء کی بھی امداد ہو جاتی اسی قسم کا طریق بعض اور اولیاء بھی اپنی زندگی میں اختیار کرتے رہے ہیں۔ میں نے تو کسی کتاب میں یہ واقعہ نہیں پڑھا لیکن

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے

کہ ایک بزرگ بڑے آسودہ حال تھے اور وہ اپنے مال سے غرباء کا حق ہمیشہ نکالتے رہتے تھے لیکن اسکے ساتھ ہی ان کی یہ بھی عادت تھی کہ وہ روزانہ بازار میں چلے جاتے اور وہاں سے بھیک مانگنی شروع کر دیتے اور شام کو بھیک مانگ کر جو کچھ جمع کیا ہوتا۔ وہ غریبوں میں تقسیم کر دیتے ایکدفعہ ان سے کسی دوست نے کہا کہ آپ نے یہ کیا ذلت کا طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ آپ اپنے روپیہ میں سے بیشک غریبوں کو دیجئے۔ لیکن بھیک مانگنا۔ دوکانوں پر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا اور سارا دن سائل بنکر لوگوں کے پیچھے پیچھے پھرتے رہنا یہ بہت ہی معیوب بات ہے انہوں نے کہا تم میرے فعل کی حکمت نہیں سمجھے۔ جو روپیہ خدا تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور پھر میں آگے تقسیم کر دیتا ہوں۔ اس کا ثواب بے شک مجھے ملے گا اور اگر خدا تعالیٰ کا کوئی عذاب نازل ہونے والا ہوا تو میرا یہ فعل اس کے عذاب سے مجھے بچائے گا۔ لیکن چونکہ یہ لوگ جو میرے اردگرد رہتے ہیں اپنے مالوں میں سے خدا تعالیٰ کا حق نہیں نکالتے۔ اس لئے اگر ان پر عذاب نازل ہوا تو ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ممکن ہے میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں اسلئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا ہوں یہ میرا لحاظ کر کے کچھ دے دیتے ہیں اور میں آگے دے دیتا ہوں۔ غرض افراد میں تو

ایسی مثالیں ملتی ہیں

کہ بڑے بڑے مالدار ہونے کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بھولے بلکہ اس کی محبت میں ترقی کرتے چلے گئے اور اخلاص اور روحانیت میں بڑھتے گئے۔ لیکن قوموں میں ایسی مثالیں نہیں ملتیں۔ قوم بحیثیت قوم جب مصیبت میں گھری رہتی ہے وہ روحانی منازل بڑی سرعت سے طے کرتی رہتی ہے لیکن جب مصائب میں سے نکل جاتی ہے تو اس کا قدم رک جاتا ہے اور وہ تنزل میں گرنی شروع ہو جاتی ہے اس کے مقابلہ میں افراد میں چونکہ کامل اور غیر کامل دونوں وجود ہوتے ہیں کامل وجود ان حالات میں بھی اپنے مقام پر قائم رہتے ہیں لیکن غیر کامل گر جاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اگر میں نے جنگیں نہ کیں تو مسلمانوں کے اخلاق گر جائیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اگر میں نے جنگیں نہ کیں تو مسلمانوں کے اخلاق گر جائیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جانتے تھے

کہ اگر میں نے جنگیں نہ کیں تو مسلمانوں کے اخلاق گر جائیں گے اس لئے انہوں نے لڑائیوں کو جاری رکھا اور

مصائب کا سلسلہ

قومی طور پر مسلمانوں پر جاری رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو دیکھ کر قیصر نے پھر دوبارہ حملہ کرنا چاہا مگر چونکہ اس وقت سستی اور تنزل کا زمانہ شروع ہو چکا تھا مسلمانوں نے اس کا مقابلہ نہیں کیا اگر اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قیصر کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے جیسا کہ انہوں نے دھمکی بھی دی تھی کہ اگر تم نے حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تمہارے مقابلہ میں نکلے گا وہ میں ہونگا یا اگر قیصر اس دھمکی کے باوجود حملہ کر دیتا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہمی جنگیں بالکل ختم ہو جاتیں لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کا دماغ وہ نہیں تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان کا دماغ تھا۔ انہوں نے صرف پیغام دینا کافی سمجھا حالانکہ جب دشمن نے حملے کا ارادہ کر لیا تھا تو یہ لڑائی کے لئے ایک کافی وجہ تھی اگر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی قیصر کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسکے مقابلہ کے لئے اپنا لشکر بھجوا دیتے تو پھر دوبارہ تمام مسلمانوں میں جوش پیدا ہو جاتا۔ ان کے اندر

ایک نئی بیداری

پیدا ہو جاتی اور وہ منافقت جو آرام کے زمانہ کی وجہ سے اُن میں پیدا ہو چکی تھی بالکل جاتی رہتی۔ تو مصائب کا زمانہ روحانی ترقی کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے اگر کسی وقت باہر سے مصائب نہ آئیں تو مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے اندرونی طور پر مصائب تلاش کرنے کی کوشش کرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان ضرور لیتا ہے مگر جب بندہ خود اپنے آپ کو امتحانات میں ڈالے رکھے تو اللہ تعالیٰ کسی اور امتحان میں اسے نہیں ڈالتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا یا گرمیوں میں روزے رکھنا یہ بھی ایک ابتلاء ہے اور انسان ان کاموں میں حصہ لینے سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔ لیکن جب کوئی انسان خوشی سے اپنے اوپر مختلف ابتلاء وارد کر لے۔ گرمیوں میں روزے رکھنے پڑیں۔ تو وہ روزے رکھنے کے لئے تیار ہو جائے۔ سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑے۔ تو وضو کرنے کے لئے تیار ہو جائے

حج کرنے کا موقع

نکل آئے تو گھر بار اور وطن چھوڑ کر حج کیلئے چلا جائے زکوٰۃ دینے کا وقت آئے تو اپنے مال کا مقررہ حصہ فوراً غرباء کے لئے نکال دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اس کا امتحان تو لینا تھا مگر اب میں امتحان لیکر کیا کروں یہ تو اپنے آپ کو خود ہی امتحان میں ڈالے ہوئے ہے۔ لیکن جب وہ ان باتوں میں سستی کرتا ہے اور اپنے آپ کو ابتلاؤں میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مختلف امتحانات میں ڈالا جاتا ہے اس وقت اگر تو اسکے اندر صرف عملی سستی پائی جاتی ہو تو خدائی امتحان کے بعد اس میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ابتلاؤں سے بچنا اندرونی بگاڑ کی وجہ سے ہو اور ایمان کی خرابی

اس کا باعث ہو تو ابتلاء آنے پر وہ تباہ ہو جاتا ہے غرض قوموں کے لئے خصوصاً انبیاء کی جماعتوں کے لئے ابتلاؤں کا آنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

یہ غلط خیال ہے

کہ ابتلاء صرف ابتدائی زمانہ میں آتے ہیں ترقی کے زمانہ میں ابتلاؤں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توأم بھائی ہیں۔ جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ ابتدائی سے ابتدائی زمانہ میں بھی ابتلا آتے ہیں اور ترقی کے انتہائی زمانہ میں بھی ابتلا آتے ہیں۔ ابتداء سے انتہاء تک ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب نبی ایک منفرد وجود ہوتا ہے اور اس پر صرف ایک یا دو آدمی ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی ابتلا آتے ہیں۔ اور انتہائی عروج کے وقت جب سلسلہ کو ترقی پر ترقی حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن بھی مصائب اور مشکلات میں سے گذرنا پڑا۔ اور آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو مختلف قسم کے ابتلاء پیش آئے اور اس کے بعد جب ترقیات کا زمانہ آیا۔ اس وقت بھی ان

ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہا

یہ نہیں ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کسی دن اس خیال کے ساتھ سوئے ہوں کہ اب تمام مشکلات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اور وہ تمام مسائل جو مسلمانوں کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ حل ہو چکے ہیں۔ نہ حضرت ابو بکرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا۔ نہ حضرت عمرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا۔ نہ حضرت عثمانؓ نے کبھی ایسا خیال کیا اور نہ ہماری جماعت کو کبھی ایسا خیال کرنا چاہیئے یہ چیزیں الٰہی سلسلوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں اور ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کے ابتلاؤں کو برداشت کریں اور اگر ابتلاء نہ آئیں تو خود ان کو تلاش کرتے اور اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کریں جیسے حضرت ابو بکرؓ نے قیصر پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ صلح کا راستہ بھی ان کے لئے کھلا تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے کیا کہ باوجود اس کے کہ کسریٰ کے ساتھ وہ صلح کر سکتے تھے انہوں نے صلح نہیں کی بلکہ کسریٰ کے ساتھ لڑائی کی اور پھر یہ لڑائی جاری رکھی۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر ابتلاء وارد نہ ہوں تو ہمیں خود اپنے لئے ابتلاء تلاش کرنے چاہئیں تاکہ جماعت کے اندر بیداری پیدا ہو اور وہ اپنے آپ کو بڑھانے اور ترقی دینے کی کوشش کرے۔ ابھی تو ہماری وہی مثال ہے کہ گے آمدی و گے پیر شدی۔ ہمارا دنیا میں آنا اور کسی قدر تغیر پیدا کرنا بے شک ہماری نگاہ میں ایک بڑی چیز ہے لیکن دنیا کے لئے یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ عربی میں

ایک مثل مشہور ہے

کسی بیل کے سر پر ایک مچھر جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد کہنے لگا بھائی بیل۔ تم بھی حیوان ہو اور میں بھی حیوان ہوں مجھے بھی لوگ مارتے ہیں اور تم کو بھی مارتے ہیں اس لحاظ سے تمہیں میری ہمدردی کرنی چاہیئے۔ اور مجھے تمہاری ہمدردی کرنی چاہیئے میں اس وقت اڑتے اڑتے تھک کر تمہارے سر پر تھوڑی دیر کے لئے آ کر بیٹھ گیا ہوں اگر تمہیں میرے بیٹھنے سے بوجھ معلوم ہوتا ہو تو مجھے بتا دو تاکہ میں اڑ جاؤں۔ اور تمہیں تکلیف نہ ہو۔ بیل نے جواب دیا۔ کہ بھائی مچھر مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں لگا۔ کہ تم کب میرے سر پر آ کر بیٹھے ہو۔ مجھے تمہارا بوجھ کیا محسوس ہونا ہے۔ یہی حال ہمارا ہے ہم بھی اپنی تنظیم اور اپنی قربانیوں اور اپنے منصوبوں کے کام کی وجہ سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے دنیا میں بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ لیکن دنیا اس کو کوئی کام نہیں سمجھتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس خیال کے پیدا ہونے میں ہمارے کام کا اتنا دخل نہیں ہوتا جتنا اللہ تعالیٰ کے الہامات اور اس کی پیشگوئیوں کا دخل ہوتا ہے ہم جب ایک طرف اللہ تعالیٰ کے الہامات کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف جماعت کی تنظیم اور اس کی قربانیوں اور اپنے مبلغین کے کام پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو ہم سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ ہم نے دنیا میں عظیم الشان کام کر لیا ہے حالانکہ وہ عظیم الشان مقام جس کے حصول کے بعد دنیا کسی جماعت کی اہمیت کا انکار نہیں کر سکتی ابھی ہمیں حاصل نہیں ہوا۔ اور ابھی وہ زمانہ ہم پر نہیں آیا جس میں

ہماری جماعت کی عظمت

اور اس کے وجود کو برملا تسلیم کیا جائے اور اس زمانہ کے لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر ایسی طاقت اور قوت پیدا کریں کہ نہ صرف ہم ہر قسم کے ابتلاؤں کو برداشت کریں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء وارد نہ ہو تو ہم خود اس سے اپنے لئے ابتلاء مانگیں۔ ابتلاء کی برداشت ہر شخص کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی بڑی قربانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ابتلاؤں کا مانگنا اصل چیز ہوتی ہے مگر مانگنے سے مراد جاہلانہ مانگنا نہیں۔ ایک مانگنا مصلحت کے مطابق ہوتا ہے اور ایک مانگنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے کسی سے پوچھا کہ توکل کے کیا معنے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ

توکل کے معنے یہ ہیں

کہ جب خدا تعالیٰ دے تو انسان کھا لے اور جب نہ دے تو صبر کرے وہ نادان صوفی تھا اور توکل کے صحیح معنے نہیں جانتا تھا انہوں نے کہا کہ یہ توکل تو کتے میں بھی پایا جاتا ہے۔ کتے کو بھی مل جاتا ہے کھا لیتا ہے۔ اور اگر نہیں ملتا تو صبر کرتا ہے۔ انسان کا مقام تو پہلے ہی جانور سے بڑا ہے۔ پھر ان معنوں کے لحاظ سے اس میں اور کتے میں کیا فرق ہوا۔ انسان تو اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ روحانیت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرے پھر اس کے لئے توکل کے وہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں جن میں ایک کتا بھی شریک ہے وہ حیران رہ گیا اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکا اسی طرح میں کہتا ہوں ابتلاؤں کے آنے پر ان کو برداشت کرنا کوئی اعلیٰ مقام نہیں۔ بلکہ اس میں کافر اور بے دین لوگ بھی شریک ہیں ایک کافر کا بچہ بھی مر جاتا ہے تو بسا اوقات بڑے حوصلہ سے وہ اس صدمہ کو برداشت کرتا ہے۔

پہلی جنگ عظیم میں

ہی ایک جرمن عورت جو اسی سال بڑھیا تھی اور جس کے سات بچے تھے۔ اس نے اپنے ساتوں بچے میدان جنگ میں بھیج دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مشیت کے ماتحت یکے بعد دیگرے اس کے بچے مرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ اس کا صرف ایک بچہ رہ گیا آخر فرانس کے ایک شدید حملہ میں اس کا ساتواں بچہ بھی مارا گیا۔ قیصر یوں تو بہت ظالم تھا۔ مگر نفسیات کا بہت بڑا ماہر تھا۔ اور وہ اپنی قوم سے حقیقی محبت رکھتا تھا جس طرح ہٹلر اپنی قوم سے حقیقی محبت رکھتا تھا یہ دونوں لیڈر ظالم بھی تھے۔ مگر اپنی قوم کے سچے عاشق بھی تھے چونکہ

یہ رپورٹ نہایت اہم تھی

کہ ایک عورت نے سات بچے دیئے اور وہ ساتوں کے ساتوں جنگ میں مارے گئے اس لئے جب یہ خبر پہنچی کہ اس عورت کا ساتواں بیٹا بھی مارا گیا ہے۔ تو جرنیل نے اس خبر کو وزیر جنگ کے پاس بھیجا۔ اور وزیر جنگ نے اس

خبر کی اہمیت

کو سمجھتے ہوئے اسے بادشاہ کے پاس بھجوا دیا۔ بادشاہ نے حکم لکھا کہ جس طرح عام طور پر رشتہ داروں کو مرنے والوں کی اطلاع دی جاتی ہے اس طرح اس عورت کو اطلاع نہ بھجوائی جائے بلکہ خود وزیر جنگ اس عورت کو اپنے سامنے بلائے۔ اور میری طرف سے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہے کہ قیصر اور جرمن قوم دونوں اس ماں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس نے اپنے ساتوں بچے ملک کے لئے تباہ کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس بڑھیا کو شاہی پیغام پہنچا اور وزیر جنگ کے پاس آئی۔ وزیر جنگ نے اس کا استقبال کیا اور کہا مجھے

قیصر کی طرف سے حکم

ملا ہے کہ میں قیصر کی طرف سے اور جرمن قوم کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کروں کیونکہ آپ نے اپنے ساتوں بچے ملک کے لئے پیش کر دیئے تھے۔ جن میں سے چھ تو پہلے مر چکے ہیں اور اب کل ہی تار کے ذریعے ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ کا ساتواں بیٹا بھی جنگ میں مارا گیا ہے۔

ایک انگریزی جاسوس

جو اس موقعہ پر موجود تھا۔ میں نے خود اس کے ایک مضمون میں یہ واقعہ پڑھا وہ کہتا ہے کہ یہ عجیب خبر سن کر اخبارات کے نمائندے وہاں جمع ہو گئے تھے جن میں میں بھی شامل تھا۔ لڑائی کے ایام میں جاسوسی کرنے والے کسی دوسری قوم میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح خفیہ طور پر حالات معلوم کرتے رہتے ہیں وہ اس وقت ڈچ یا کسی اور قوم کے

نمائندہ کے طور پر

اندر آیا حالانکہ انگریزی جاسوس تھا وہ لکھتا ہے کہ کہ بڑھیا اس خبر کو سن کر باہر نکلی تو

یوں معلوم ہوتا تھا

کہ اس خبر نے اس کی کمر کو بالکل توڑ دیا ہے لیکن وہ جذبہ حب الوطنی ظاہر کرنے کے لئے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر اور زور سے دبا کر اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کرتی تاکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اس غم نے اس کی کمر کو خمیدہ کر دیا ہے اور پھر زور سے قہقہہ لگا کر کہتی کیا ہوا اگر میرے ساتوں بیٹے مارے گئے ہیں۔ آخر وہ اپنے ملک کی خاطر قربان ہوئے ہیں۔

یہ ایک عیسائی عورت تھی

ایک ظالم قوم کا فرد تھی۔ اُس کے ساتوں بچے مارے گئے تھے اور پھر وہ اسّی سال کی عمر کو پہنچ چکی تھی۔ مگر پھر بھی اُس نے صبر کیا پس مصائب اور آفات پر صبر کرنا ہرگز کوئی ایسی چیز نہیں جو مسلمان کا خاصہ ہو بلکہ صبر سے اوپر ایک اور مقام ہے جو مومن کو حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ کہ وہ صرف صبر ہی نہیں کرتا بلکہ مصائب طلب ... ہے۔ دنیا کوشش کرتی ہے کہ ابتلاؤں سے بھاگے مگر وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے آپ کو ابتلاؤں میں ڈالے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لاف تعشق زند منم

اگر تیرے کوچہ میں جانے والوں کے متعلق یہ حکم ہو جائے کہ ہر شخص جو عاشقی کا دعویٰ کرے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ تو گو عشق کا دل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور کوئی شخص دعویٰ کرے یا نہ کرے عاشق عاشق ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہ اعلان ہو جائے کہ جو بھی

عشق کا دعوےٰ

کرے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا تو سب سے پہلا شخص جو عشق کا دعویٰ کرے گا اور کہے گا کہ میں عاشق ہوں وہ میں ہوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ عاشق اور مسلمان دو متضاد چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر عاشق سے میری مراد ہوس پرست عاشق نہیں بلکہ ایک سچا اور کامل مسلمان مراد ہے۔ پس ایک سچا عاشق اور مسلمان مصائب کو صرف برداشت ہی نہیں کرتا بلکہ مصائب طلب کرتا ہے۔ مصائب سے بھاگنا منافق کا کام ہے۔ مصائب کو برداشت کرنا صرف مسلمان کا خاصہ نہیں بلکہ ایک کافر بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے لیکن مسلمان وہ ہے جو نہ صرف مصائب کو برداشت کرتا ہے بلکہ

مصائب طلب کرتا رہتا ہے

اگر کچھ دن اس پر مصیبتیں نہیں آتیں تو وہ سمجھتا ہے کہ شاید میرا ربّ مجھ سے خفا ہو گیا ہے کہ اب وہ میرے ایمان کو دنیا پر ظاہر کرنے کی کوئی تدبیر نہیں کر رہا۔ پس جماعت کو اپنے اندر یہ بات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ قربانیاں اور ابتلاء ہی ایک ایسی چیز ہیں جن سے اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کی ترقی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں پس

ہمارا فرض ہے

کہ ہم اپنی جماعت کے ہر فرد کے اندر جذبہ قربانی و ایثار پیدا کریں۔ ہم اپنی جماعت کے ہر فرد کے اندر مصائب کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کریں۔ ہم اپنی جماعت کے ہر فرد کے اندر طلب قربانی اور طلب ابتلاء کا جذبہ پیدا کریں۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ اسلام اور احمدیت نے ترقی کرنی ہے۔ اگر ضرورت کے مطابق ہمارے اندر قربانی کی روح نہیں ہو گی تو ہو گا وہی جو خدا نے کہا ہے مگر جو شخص ان قربانیوں میں حصہ نہیں لے گا۔ وہ اور اس کا خاندان اُن نعمتوں سے محروم رہ جائے گا جو اس دور کے ساتھ مخصوص ہیں ؂

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

لازم ملزوم

(۱) آیت کریمہ:- انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ (سورہ توبہ)

اللہ کی مسجدوں کو تو صرف وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور پچھلے آنے والے دن پر ایمان لاتا ہے اور نماز کو قائم کرتا ہے۔

(۲) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم } نماز باجماعت مسجد میں ادا کی جاتی ہے مسجد کی تعمیر کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ بیتًا فی الجنۃ

جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے مسجد تعمیر کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(۳) فرمان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی } "ہم ایک ایسے آدمی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جس کو یورپ میں اسلام پھیلانے اور مساجد تعمیر کرنے کا شوق ہے"

"ہمیں ہر اہم جگہ پر ہی نہیں ہر جگہ پر مسجد بنانی ہو گی"

(۴) تمام ممالک میں فریضہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے تعمیر مساجد کی ضرورت ہے مبارک ہیں وہ دوست جو تعمیر مساجد ممالک بیرون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس طرح سے حدیث نبوی کے مطابق جنت میں اپنا گھر بنانے کے لئے سعی بلیغ کرتے ہیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

اعلان دارالقضاء

مکرم شیخ محمد منیر صاحب ولد مکرم شیخ محمد حسین صاحب مرحوم ساکن دیناپور ضلع ملتان نے درخواست دی ہے کہ والد صاحب مرحوم نے ربوہ میں دس مرلہ اراضی حاصل کرنے کے لئے مبلغ ۳۷۵/۰ روپے دیئے ہوئے ہیں۔ مرحوم کے ورثاء (بیوہ فاطمہ بی بی صاحبہ محمد اسلم صاحب پسر۔ اور مریم بی بی (دختر) نے متروکہ ورثہ کی تقسیم کے سلسلہ میں رقم مذکور مجھے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے رقم مذکور اور اس کے عوض میں ملنے والی دس مرلہ اراضی میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔ اس درخواست کے ہمراہ مذکورہ بالا تینوں وارثوں کی تصدیق معہ تصدیق امیر جماعت احمدیہ ملتان مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب منسلک ہے۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ تک اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

ہمّت سے آگے بڑھو!

وقف جدید کے ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ:

"اب میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آسمان سے اترے گی"

"پس ہمت سے آگے بڑھو۔ زیادہ سے زیادہ چندے لکھواؤ اور جو لوگ آنریری سیکرٹری کے طور پر کام کر سکتے ہوں وہ اپنے آپ کو آنریری سیکرٹری بنائیں اور شہر میں یا باہر جہاں کہیں جائیں وہاں سے زیادہ سے زیادہ چندہ لینے کی کوشش کریں تا ہمارا چندہ جلدی جلدی ۱۲ لاکھ تک پہنچ جائے"۔

(اقتباس خطبہ جمعہ الفضل ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء)

چندہ وقف جدید کے وعدہ جات اب تک توقع سے بہت کم آئے ہیں اور وصولی کی رفتار بھی تشویشناک ہے۔ امراء وصدر صاحبان کو خصوصاً اس کے تدارک کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ روپیہ کی کمی کام میں روک پیدا کر کے نقصان کا باعث نہ ہو۔

(انچارج دفتر وقف جدید)

"قربانی کو بڑھاؤ اور اس کی رفتار کو تیز تر کر دو"

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی قربانی کے قریب بھی ابھی جماعت نہیں آئی۔ اس لئے ایک دفعہ پھر آپ لوگوں سے خواہ مرد ہوں خواہ عورت خواہ بچے ہوں کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ کو مارنے کے لئے دشمن جمع ہیں اپنی غفلت چھوڑ دو۔ قربانی کو بڑھاؤ اور اس کی رفتار کو تیز تر کر دو۔ تحریک جدید کے چندوں کو جلد سے جلد ادا کرو۔ سادہ زندگی اور پیسہ بچانے کی عادت ڈالو اور تبلیغ کو وسیع کرو۔ دنیا پیاسی مر رہی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارواح مومنوں کو روحانی جہاد کے لئے آگے بلا رہی ہیں۔ تم کب تک خاموش رہو گے۔ کب تک بیٹھے رہو گے۔ قربانی کرو اور آگے بڑھو اور اسلام کے جھنڈے کو بلند کرو۔"

(دیباچہ المال اول تحریک جدید)

اذکروا موتٰکم بالخیر

مورخہ ۳۰ جون تیسرے پہر کو حویلیاں کے قریب ریل کا جو المناک حادثہ رونما ہوا ہے اس میں ہمیں بھی اپنے ایک مخلص اور جوان سال بھائی کی قربانی دینی پڑی۔ اس ٹرین میں برادرم ملک عبدالسمیع صاحب ابن مکرم ملک عبدالقادر صاحب لائلپوری بھی سفر کر رہے تھے اور دوماہ کی چھٹی پر لائلپور آ رہے تھے کہ اس حادثہ میں جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

برادرم ملک عبدالسمیع صاحب گذشتہ سال اپنی تعلیم کو خیرباد کہہ کر مٹری میں ملازم ہوئے تھے۔ اور آجکل اے۔ ایم۔ سی سنٹر ایبٹ آباد میں ملازم تھے۔ اب چند ماہ بعد ترقی کے ایک امتحان میں شریک ہونے والے تھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔

آپ کی عمر تقریباً بیس اکیس سال تھی ملازم ہوئے بمشکل ڈیڑھ سال ہی کا عرصہ ہوا تھا کہ اپنی زندگی کی بیس بہاروں میں ہی اس فانی دنیا کے سارے دھندے دیکھ کر جلد اپنی آخری منزل کی طرف چل دئیے۔ گذشتہ سال آپ نے زراعتی کالج سے ایف۔ ایس سی کیا تھا۔ اور بعض حالات کی بنا پر ملازم ہو گئے۔ اگرچہ تعلیم چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ یوں تو انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے۔ مگر باوجود آپ کی چھوٹی عمر کے آپ میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ سادہ طبیعت۔ خود دار۔ اور نیک فطرت تھے۔

آپ ہاکی کے اچھے کھلاڑی تھے اور حادثہ سے چند روز قبل اپنے ایک دوست کو چکوال سے بلایا کہ یہاں ہاکی کے میچ ہو رہے ہیں۔ اس لئے تم بھی چلے آؤ۔ چنانچہ وہ دوست وہاں پہنچ گیا۔ اور واپسی پر اس حادثہ کے وقت دونوں نے اکٹھے اپنی جانیں جان آفرین کے سپرد کیں۔ گویا دونو نے اکٹھے زندگی کا آخری سفر ختم کیا۔

ان کی وفات کی خبر سوموار کو علی الصبح ان کے ہیڈکوارٹر اے۔ ایم سی ایبٹ آباد کی طرف سے بذریعہ ٹیلیگرام لائلپور پہنچ گئی تھی۔ اور ان کی نعش منگل کی شام کو بذریعہ شاہین ایکسپریس لائلپور پہنچی تھی۔ اور اسی شام لائلپور میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کے جنازہ میں بہت بڑی تعداد میں احباب شریک ہوئے اور سب نے گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔

آخر میں احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ برادرم مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور مرحوم کے پسماندگان کو خصوصاً ان کے والد محترم مکرم ملک عبدالقادر صاحب اور مرحوم کے بڑے بھائی مکرم ملک عبدالحکیم صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور کو صبر جمیل عطا کرے۔ جنہیں مرحوم کی وفات پر گہرا صدمہ ہوا ہے۔

مکرم ملک عبدالقادر صاحب عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا کرے اور ان کی جملہ پریشانیاں دور فرمائے۔

(بشیر احمد شاہد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور)

درخواست دعا: میرے مرحوم بھائی بابو عبدالرحیم صاحب اور میری بھتیجی عزیزہ صفیہ اہلیہ ملک عبدالقادر صاحب کو سیلاب مشرقی پاکستان میں ابھی تک بیمار چلی آ رہی ہیں۔ بزرگان سلسلہ کامل شفا یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (محمد شفیع نوشہروی)

اس سال اوسط درجہ کے سیلاب آئیں گے

سیلاب پر قابو پانے کے منصوبے اکتوبر کے آخر تک تیار ہو جائیں گے

لاہور ۱۱ جولائی۔ ایڈیشنل چیف انجینئر (سیلاب) مغربی پاکستان مسٹر ایس اے مجید نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس سال صرف اوسط درجہ کے سیلاب آئیں گے۔ آپ نے یقین ظاہر کیا کہ اکتوبر کے آخر تک سیلاب پر قابو پانے کے تمام منصوبے تیار ہو جائیں گے۔

مسٹر ایس اے مجید نے بتایا کہ اس مالی سال میں سیلاب پر قابو پانے کے لئے اڑھائی کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔ لیکن اگلے سال اس مقصد کے لئے چار کروڑ روپے کی گنجائش رکھی جائے گی۔

ایک سوال پر آپ نے بتایا کہ دریائے راوی کے سیلاب پر قابو پانے کا منصوبہ اگست کے پہلے ہفتہ میں اور دریائے سندھ کے سیلاب سے نبٹنے کا اکتوبر کے آخر میں مکمل ہو جائے گا۔ مسٹر مجید نے یہ توقع ظاہر کی کہ صوبائی حکومت سیلاب پر قابو پانے کی بعض تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جلد ہی ہدایات جاری کر دے گی۔ البتہ وسیع منصوبوں کو زیر عمل لانے کے لئے مرکزی حکومت کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ آپ نے کہا ہم نے جو تجاویز مرتب کی ہیں ان پر نکتہ چینی کا خیر مقدم کروں گا تاکہ اس تنقید کی روشنی میں تجاویز کی خامیاں دور ہو سکیں۔

قبرص سولہ ۱۶ اگست کو آزاد جمہوریہ قرار دیا جائے گا۔

نکوسیا ۱۱ جولائی۔ گورنر ہیو فٹ نے اعلان کیا ہے کہ قبرص ۱۶ اگست کو آزاد جمہوریہ قرار دے دیا جائے گا۔ قبرص کی یونانی آبادی کے لیڈر آرچ بشپ میکاریس جمہوریہ قبرص کے صدر اور ترک آبادی کے قائد ڈاکٹر فاضل کوچک نائب صدر ہوں گے۔

یاد رہے ۱۸۷۸ء تک قبرص پر ترکوں کا قبضہ تھا۔ ۱۸۷۸ء میں ایک معاہدہ کے تحت برطانیہ نے قبرص کا انتظام سنبھال لیا تھا لیکن پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ نے اس معاہدہ کو منسوخ کرتے ہوئے قبرص کو برطانوی مملکت کا جزو بنا لیا۔ ۱۹۲۵ء میں قبرص کو ایک برطانوی نوآبادی کا درجہ دیا گیا۔ پچھلے سال فروری میں زیورچ اور لنڈن کے سمجھوتوں کی رو سے قبرص کو جمہوریہ قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اب قبرص کا ننانوے مربع میل علاقہ برطانیہ کے فوجی اڈوں کے لئے مخصوص ہو گا۔

نیٹو سنٹو اور سیٹو پر خروشیف کے حملے

ماسکو ۱۱ جولائی مسٹر خروشیف نے کہا ہے کسی قوم کو گولیوں اور تلوار کے زور سے غلام بنانے کے دن بیت چکے ہیں مسٹر خروشیف کریملین میں ڈاکٹر جوانڈا وزیر اعظم انڈونیشیا کے اعزاز میں دی گئی ایک دعوت میں تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے کہا اس سلسلے میں روس۔ انڈونیشیا اور دوسرے آزادی خواہ ملکوں کے خیالات بالکل یکساں ہیں اور وہ سامراج کے مقابلے میں بالکل متحد ہیں۔ آپ نے کہا قوموں کے اچھے تعلقات اور ان کا باہمی تعاون یقینی طور پر نیٹو، سنٹو اور سیٹو کو اکھاڑ پھینکے گا۔ آپ نے کہا روس انڈونیشیا نیز بہت سے دوسرے امن پسند ملکوں کی پوزیشن کو اچھی طرح سمجھتا ہے جو جارح گروپوں میں شامل ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔

آپ نے کہا سنٹو (سابق معاہدہ بغداد) کی المناک مثال سامنے ہے اس سے بخوبی واضح ہو رہا ہے کہ طاقت کے زور سے کوئی بات منوانے کی پالیسی ناکام ہو چکی ہے۔ اور سرد جنگ کے حامی تاریخ کا رخ موڑنے ...... میں ناکام رہے ہیں۔

جملہ دکانداران ربوہ کیلئے اطلاع

جملہ دکانداران ربوہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ نئے سال ۶۱-۱۹۶۰ء کے لئے ان تمام اشیاء فروختنی کے لائسنس جاری کرنے والی ہے۔ جو ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے بائی لاز کے تحت حاصل کرنے ضروری ہیں۔ لہٰذا جو دکاندار جس چیز کی فروخت کے لئے لائسنس حاصل کرنا چاہیں وہ مورخہ ۲۵ جولائی تک اپنی درخواستیں بنام مکرم چیئرمین صاحب ٹاؤن کمیٹی ربوہ ارسال کر دیں۔ اس تاریخ کے بعد کوئی درخواست قابل قبول نہ ہو گی اور نہ ہی لائسنس جاری کیا جائے گا۔ مطلع رہیں۔

چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ

شدید بارشوں کے باعث تمام دریاؤں میں طغیانی آگئی

لاہور اور پنڈی کے درمیان ٹرینوں کی براہ راست آمدو رفت بند

لاہور ۱۲ جولائی۔ مقبوضہ کشمیر اور طاس کے علاقوں میں شدید بارشوں کی وجہ سے مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں اور بعض برساتی نالوں میں بھی شدید طغیانی آگئی ہے۔ جس سے ضلع سیالکوٹ گجرات اور جہلم کے قریباً بیسیوں دیہات زیرِ آب آگئے ہیں۔ بارش کے پانی کی وجہ سے کھاریاں اور چونکہ ٹاپلہ کے ریلوے سٹیشنوں کے درمیان میں لائن ٹوٹ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے لاہور اور راولپنڈی کے درمیان ٹرینوں کی براہ راست آمدو رفت بند ہوگئی ہے اور اب راولپنڈی کو جانے والی تمام ٹرینیں لالہ موسیٰ سے ملکوال کے راستے راولپنڈی جا رہی ہیں۔ جی ٹی روڈ مختلف مقامات پر زیرِ آب ہے اس لئے لاہور اور راولپنڈی کے درمیان ٹرانسپورٹ سروس بھی معطل ہوگئی ہے۔

رسول اور اس کے گردو نواح کے علاقہ میں گزشتہ ۲۴ گھنٹے سے شدید بارش ہو رہی ہے اور ایک اندازہ کے مطابق کل تین بجے شام تک یہاں ۱۹ انچ بارش ہو چکی تھی نیز بارش کا سلسلہ ابھی جاری ہے جس سے ارد گرد کے علاقے پانی میں ڈوب گئے ہیں۔

بالائی علاقوں میں شدید بارشوں کے باعث صوبہ کے تمام دریاؤں خاص کر جہلم اور چناب میں اونچے درجے کی طغیانی آگئی ہے۔ دریائے جہلم میں پانی ایک وقت خطرے کے نشان سے بھی اوپر ہو گیا تھا۔ تاہم بعد ازاں اس کا زور قدرے ٹوٹ گیا۔ اور پھر اتار چڑھاؤ کا سلسلہ جاری رہا۔ دریا میں رسول کے مقام پر تین بجے بعد دوپہر آٹھ لاکھ پچیس ہزار کیوسک اخراج تھا۔ لیکن تین گھنٹے کی شدید بارش کے بعد پانچ بجے شام پانی کا اخراج آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کیوسک ہو چکا تھا نیز بارش جاری تھی اور پانی کی سطح بھی مسلسل اونچی ہو رہی تھی۔ متعلقہ حکام نے بتایا ہے کہ پانی کی سطح میں اتنا اضافہ بالائی علاقوں سے پانی آنے کی وجہ سے نہیں ہوا۔ مگر اس کے بعد اب شہر میں پانی کی سطح گرنا شروع ہو گئی ہے۔ اسی (بقیہ) دوران میں نشیبی علاقوں کے لوگ اپنے مکانات خالی کر کے دوسرے محفوظ محلوں میں منتقل ہوگئے۔ تاہم جب پانی اترنا شروع ہوا تو لوگ اپنے گھروں کو واپس آنا شروع ہوگئے تھے۔ بارش اور پانی کی وجہ سے شہر میں کسی مکان کے گرنے یا کسی دوسرے حادثہ کی اطلاع نہیں ملی۔

ایم۔ اے (فائنل) میں کامیابی

اور درخواستِ دعا

اللہ تعالیٰ نے میرے لڑکے عزیزم عبد الرشید قمر کو پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے فائنل (statistics) میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی ہے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم عزیز کو یہ کامیابی مبارک کرے اور اپنے فضل سے اسے مزید دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

(غلام رسول قمر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرگودھا)

نوٹ: مکرم غلام رسول صاحب قمر نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء (ایڈیٹر)

اعلان

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جو دوست ربوہ ٹاؤن کمیٹی کی حدود میں کرایہ پر مکان لے کر رہائش پذیر ہیں۔ کرایہ کی شرح بموجب دفعہ (C) 3 پنجاب میونسپل ایکٹ ۱۹۱۱ء کی رو سے اراضی کی قیمت بمع مکان کی قیمت کا ½ حصہ یعنی 5% فیصدی کرایہ مکانات واجب ہے۔ لہذا عوام اسی قانون کی پابندی کریں۔

(سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ ضلع جھنگ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴